مسافت سفر 92 کلومیٹر ہونے پر دلائل اور تین میل والی حدیث کا جواب

مجیب: محمد عرفان مدنی

مصدق: مفتی محمد ہاشم خان عطاری

فتوی نمبر: 95

تاریخ اجراء: 08 شعبان المعظم 1439ھ / 25 اپریل 2018ء

دار الافتاء اہلسنت
(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ زید کا کہنا ہے کہ نماز قصر کرنے کے لیے 92 کلومیٹر پر کوئی حدیث نہیں ہے، بلکہ احادیث میں تو تین میل کا ذکر آتا ہے۔ چنانچہ وہ اپنے مؤقف پر درج ذیل روایات بیان کرتا ہے:

(الف) صحیح مسلم میں ہے: "عن يحيى بن يزيد الهنائي، قال: سألت أنس بن مالك، عن قصر الصلاة، فقال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا خرج مسيرة ثلاثة أميال، أو ثلاثة فراسخ، شعبة الشاك، صلى ركعتين" ترجمہ: یحیٰی بن یزید ہنائی نے کہا: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نماز میں قصر کے متعلق سوال کیا، تو فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جب تین میل کی مسافت کے لیے تشریف لے جاتے یا تین فرسخ کی مسافت کے لیے (شعبہ کو شک ہوا) تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دو رکعات ادا فرماتے۔

(ب) سنن ابی داؤد میں ہے: "عن منصور الكلبي، أن دحية بن خليفة خرج من قرية من دمشق مرة إلى قدر قرية عقبة من الفسطاط، وذلك ثلاثة أميال في رمضان، ثم إنه أفطر۔۔الحديث" ترجمہ: منصور الکلبی سے مروی ہے کہ دحیہ بن خلیفہ ایک مرتبہ دمشق کی بستی سے فسطاط کی بستی عقبہ کی مقدار کے برابر مسافت پر تشریف لے گئے، اور رمضان میں یہ تین میل کا سفر تھا تو انہوں نے افطار کیا۔۔الحدیث۔

(ج) مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے: "حدثنا هشيم، عن أبي هارون، عن أبي سعيد: أن النبي صلى الله عليه وسلم كان إذا سافر فرسخا قصر الصلاة" ترجمہ: ہشیم نے ہمیں ابوہارون سے، انہوں نے ابوسعید سے روایت بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ایک فرسخ سفر فرماتے، تو نماز میں قصر فرماتے۔

(د) مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے: "عن ابن عمر، قال: تقصر الصلاة في مسيرة ثلاثة أميال" ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے، فرمایا: تین میل کی مسافت میں نماز میں قصر کی جائے گی۔

(ہ) مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے: "عن اللجلاج، قال: كنا نسافر مع عمر رضي الله عنه ثلاثة أميال، فيتجوز في الصلاة، ويفطر" ترجمہ: لجلاج سے مروی ہے کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تین میل کا سفر کرتے تھے، تو نماز میں قصر کرتے تھے اور افطار کرتے تھے۔

(و) مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے: "عن البراء، أن عليا خرج إلى النخيلة فصلى بها الظهر والعصر ركعتين، ثم رجع من يومه فقال: أردت أن أعلمكم سنة نبيكم" ترجمہ: حضرت براء سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نخیلہ کی طرف تشریف لے گئے تو ظہر و عصر دو رکعات ادا کیں، پھر اسی دن واپس لوٹے، تو فرمایا: میں نے چاہا کہ تمہیں تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سکھاؤں۔

شرعی رہنمائی فرمائیں کہ:

(1) کیا زید کا مذکورہ بالا احادیث سے کیا جانے والا استدلال درست ہے؟

(2) نیز ہمارا موقف جو 92 کلومیٹر کا ہے، اس پر کیا دلائل ہیں؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

(1) زید کا مذکورہ بالا روایات سے استدلال درست نہیں کہ یہ روایات قابل احتجاج نہیں ہیں، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(الف) مسلم شریف کی روایت کی ایک توجیہ تو یہ بیان کی گئی ہے کہ یہ خاص واقعہ کا ذکر ہے یہ واقعہ حقیقت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طویل سفر کا واقعہ ہے اور سفر میں قصر کہاں سے شروع کی یہ اس کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب مدینہ شریف سے اتنے میل سفر کر لیا، تو نماز میں قصر کی۔

اور دوسرا اس کا جواب یہ دیا گیا کہ احتمال ہے کہ یہ روایت منسوخ ہو چکی ہو، کیونکہ اس کے برعکس مقدار کے متعلق روایات موجود ہیں۔

علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس روایت کے راوی یحیٰ نے یہ روایت جمہور صحابہ و تابعین کے برخلاف روایت کی ہے اور اس کے حفظ پر اعتماد بھی نہیں ہو سکتا، لہٰذا یہ روایت قابل اعتبار نہیں۔

نیز اس روایت میں مقدار کے متعلق راوی کو شک ہے کہ تین میل فرمایا، یا تین فرسخ اور ایک فرسخ میں تین میل ہوتے ہیں، تو یوں راوی کو شک ہے کہ تین میل فرمایا یا نو میل، پس اس بنا پر تین میل کا اس سے استدلال درست نہیں۔

چنانچہ مسلم شریف کی روایت کے متعلق علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:" وإنما يحمل هذا الحديث على أحد شيئين: أحدهما: أن يكون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج بنية السفر الطويل فلما سار ثلاثة أميال قصر، ثم عاد من سفره، فحكى أنس ما رأى. والثاني: أن يكون منسوخا" ترجمہ: اس روایت کو دو میں سے ایک احتمال پر محمول کیا جائے گا: ایک احتمال تو یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طویل سفر کی نیت سے باہر تشریف لے گئے پھر جب تین میل سفر کر لیا، تو قصر فرمائی، پھر جب سفر سے واپس تشریف لائے، تو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو ملاحظہ فرمایا اس کی حکایت بیان فرما دی۔ اور دوسرا یہ کہ یہ منسوخ ہو۔ (کشف المشکل من حدیث الصحیحین، جلد 03، صفحہ 317، 316، مطبوعہ ریاض)

عمدۃ القاری میں اسی روایت کے متعلق ہے:" قال أبو عمر: هذا عن يحيى بن يزيد الهنائي --- ويحيى شيخ بصري ليس لمثله أن يروي مثل هذا الذي خالف فيه جمهور الصحابة والتابعين، ولا هو ممن يوثق به في مثل ضبط هذا الأمر، وقد يحتمل أن يكون أراد سفرا بعيدا، ثم أراد ابتداء قصر الصلاة إذا خرج ومشى ثلاثة أميال، فيتفق حضور صلاة فيقصر" ترجمہ: ابو عمرو (علامہ ابن عبد البر) رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ روایت یحیٰ بن یزید ہنائی سے مروی ہے اور یحیٰ بصری شیخ ہیں ان جیسے کا یہ حق نہیں کہ وہ ایسی روایت بیان کرے، جو جمہور صحابہ و تابعین کے خلاف ہو اور ایسے معاملے کو محفوظ کرنے میں اس پر اعتماد بھی نہیں ہو سکتا اور احتمال ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طویل سفر کا ارادہ فرمایا ہو، پھر جب تین میل سفر طے فرما لیا، تو اتفاقاً نماز ادا فرمانا چاہی، تو نماز میں قصر فرمائی۔ (عمدۃ القاری، باب الصلوۃ بمنی، جلد 07، صفحہ 173، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

شرح الزرقانی علی الموطا میں اسی روایت کے متعلق ہے:"ورده القرطبي بأنه مشكوك فيه فلا يحتج به" ترجمہ: اور علامہ قرطبی نے اس کارد کیا ہے کہ یہ مشکوک ہے، تو اس سے حجت نہیں پکڑی جاسکتی۔(عمدۃ القاری، باب الصلوۃ بمنی، جلد 07، صفحہ 173، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(ب) حضرت دحیہ بن خلیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایت پر سند کے اعتبار سے کلام ہے۔ چنانچہ میزان الاعتدال میں ہے:"منصور الكلبيس عن دحية بن خليفة ماروى عنه سوى مرثد اليزني حديثه: فطر المسافر على ثلاثة أميال، لم يصححه عبد الحق "ترجمہ: منصور الکلبی، ابو داؤد شریف کا راوی ہے، جس نے دحیہ بن خلیفہ سے روایت کی ہے، اس سے مرثد الیزنی کے سوا کسی نے روایت نہیں کی، اس کی حدیث جس میں مسافر کے تین میل پر روزہ افطار کرنے کا ذکر ہے، اسے عبد الحق نے صحیح قرار نہیں دیا۔(میزان الاعتدال، جلد 04، صفحہ 189، مطبوعہ دار المعرفۃ، بیروت، لبنان)

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کے راوی منصور الکلبی کو مستور قرار دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:"منصور ابن سعيد أو ابن زيد ابن الأصبغ الكلبي المصري مستور" منصور بن سعید یا منصور بن زید بن اصبغ کلبی مصری مستور ہیں۔(تقریب التہذیب، صفحہ 546، مطبوعہ دار الرشید، سوریا)

(ج) حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ والی روایت کے بعض راویوں پر شدید طعن کیا گیا ہے پس یہ روایت ضعیف ہے اور احتجاج کے قابل نہیں۔ چنانچہ علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 463ھ) الاستذکار میں حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایت کی سند کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:"وأبو هارون العبدي اسمه عمارة بن جوين منكر الحديث عند جميعهم متروك لا يكتب حديثه وقد نسبه حماد بن زيد إلى الكذب قال و كان يروي بالغداة شيئا وبالعشي شيئا وقال عباس عن ابن معين قال أبو هارون العبدي كانت عنده صحيفة يقول فيها هذه صحيفة الوصي و كان عندهم لا يصدق في حديثه، وقال عبد الله بن أحمد بن حنبل سألت أبي عن هارون العبدي فقال ليس بشيء "ترجمہ: اور ابو ہارون عبدی کا نام عمارہ بن جوین ہے یہ منکر الحدیث ہے، سب کے نزدیک متروک ہے، جس کی حدیث نہیں لکھی جائے گی اور اسے حماد بن زید نے کذب کی طرف منسوب کیا ہے، فرمایا: اور وہ صبح کو کچھ روایت کرتا تھا اور شام کو کچھ اور عباس نے ابن معین سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: ابو ہارون عبدی کے پاس ایک صحیفہ تھا، جس کے متعلق وہ کہتا تھا کہ یہ وصی کا صحیفہ ہے اور محدثین کے نزدیک اس کی حدیث کے متعلق اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی۔ اور عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے کہا: میں نے

اپنے باپ (امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) سے ہارون عبدی کے متعلق سوال کیا، تو فرمایا: وہ کچھ نہیں۔ (الاستذکار، باب مایجب فیہ قصر الصلوۃ، جلد02، صفحہ 239، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔)

(د) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی وہ قول جو سوال میں ذکر کیا گیا ہے، اس سے حجت نہیں پکڑی جاسکتی، کیونکہ ان سے مختلف مقادیر کے متعلق کئی اقوال مروی ہیں جو آپس میں متعارض ہیں۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما والی روایت کے جواب میں بعض روایات ذکر کرنے کے بعد علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وما رواه محمد بن زيد بن خليد عن ابن عمر أنه كان يقصر الصلاة في مسيرة ثلاثة أميال ۔۔۔ فكيف نقبلها عن ابن عمر مع ما ذكرنا من رواية سالم ونافع عنه بخلافها من حديث أهل المدينة" ترجمہ: اور جو محمد بن زید بن خلید نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ تین میل کی مسافت پر نماز میں قصر فرماتے تھے، تو ہم اسے کیسے قبول کریں، جبکہ جو روایات ہم نے سالم اور نافع کی روایت سے اس کے برخلاف ان کی ذکر کی ہیں، وہ اہل مدینہ کی حدیث میں سے ہیں۔ (الاستذکار، باب مایجب فیہ قصر الصلوۃ، جلد02، صفحہ 234، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی مختلف مقدار والے اقوال ذکر کرنے کے بعد علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: "وهذه أقوال متغايرة جدا" ترجمہ: اور یہ آپس میں بہت زیادہ متعارض اقوال ہیں۔ (فتح الباری، باب فی کم یقصر الصلوۃ، جلد02، صفحہ 567، مطبوعہ مصر)

(ہ) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایات راویوں کے مجہول وضعیف ہونے کی بناء پر قابل حجت نہیں۔ نیز اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طویل سفر کا ارادہ فرمایا اور جب قصر کرنے لگے، تو اس وقت آپ نے تین میل مسافت طے کرلی تھی، تو یہ حقیقت میں تین میل کی وجہ سے قصر نہیں فرمائی، بلکہ طویل سفر کی بنا پر قصر فرمائی ہاں قصر کی ابتدا تین میل کی مسافت پر فرمائی۔

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے متعلق علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: "فإن اللجلاج وأبا الورد مجهولان ولا يعرفان في الصحابة ولا في التابعين واللجلاج قد ذكر عن الصحابة ولا يعرف فيهم ولا في التابعين وليس في نقله حجة وأبو الورد أشر جهالة وأضعف نقلا ولو صح احتمل ما وصفنا قبل والله أعلم" ترجمہ: (حدیث عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے راوی) لجلاج اور ابو الورد مجہول ہیں نہ تو ان کا صحابی ہونا معلوم ہے اور نہ تابعی اور لجلاج نے صحابہ سے روایت بیان کی ہے اور اس کا نہ صحابی ہونا

معلوم اور نہ تابعی اور اس کی بیان کردہ روایت میں حجت نہیں، اور ابو الورد تو بہت زیادہ مجہول اور روایت بیان کرنے میں بہت زیادہ ضعیف ہے اور اگر یہ روایت صحیح بھی ہو، تو اس میں وہ احتمال ہے جو ہم نے پہلے بیان کیا (یعنی طویل سفر والا)۔ (الاستذکار، باب ما یجب فیہ قصر الصلوۃ، جلد 02، صفحہ 241، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

(و) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایت کی سند بھی ضعیف ہونے کی بنا پر قابل حجت نہیں، نیز اس سفر کے متعلق معروف یہ ہے کہ یہ سفر آپ کا طویل تھا، تو قصر اس وجہ سے فرمائی کہ سفر طویل تھا، ہاں ابتدا تین میل سے فرمائی۔

چنانچہ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے متعلق علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: "وهذا إسناد فيه من الضعف والوهن ما لا (خفاء) به وجويبر متروك الحديث لا يحتج به لإجماعهم على ضعفه وخروج علي رضي الله عنه إلى النخيلة معروف أنه كان مسافرا سفرا طويلا" ترجمہ: اور اس اسناد میں وہ ضعف اور کمزوری ہے جو مخفی نہیں اور جویبر متروک الحدیث ہے، اس سے حجت نہیں پکڑی جا سکتی، کیونکہ اس کے ضعف پر سب کا اتفاق ہے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نخیلہ کی طرف جانے کے متعلق معروف ہے کہ

اس میں وہ طویل سفر کے مسافر تھے۔ (الاستذکار، باب ما یجب فیہ قصر الصلوۃ، جلد 02، صفحہ 241، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

(2) ہمارے مؤقف پر دلیل وہ روایت ہے جسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف میں اس عنوان کے تحت روایت کیا ہے "باب في كم يقصر الصلاة" یعنی باب اس کے متعلق کہ کتنی مسافت کے سفر پر قصر ہے۔

روایت یہ ہے: "عن ابن عمر رضي الله عنهما: أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا تسافر المرأة ثلاثة أيام إلا مع ذي محرم" ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عورت تین دن کا سفر بغیر محرم کے نہیں کر سکتی۔ (صحیح البخاری، ابواب تقصیر الصلوۃ، باب فی کم یقصر الصلوۃ، صفحہ 205، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

اس سے امام بخاری نے اور احناف نے یہی ثابت کیا ہے کہ شرعی سفر جس پر احکام مرتب ہوتے ہیں وہ تین دن رات کا سفر ہے۔

اس بات کی دوسری دلیل یہ ہے کہ احادیث میں مسافر کو تین دن رات تک موزوں پر مسح کی اجازت دی گئی ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ شرعی احکام جس سفر پر مرتب ہوتے ہیں، وہ تین دن رات کا سفر ہے، چنانچہ مسلم شریف میں ہے:" عن شريح بن هانئ، قال: أتيت عائشة أسألها عن المسح على الخفين، فقالت: عليك بابن أبي طالب، فسله فإنه كان يسافر مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فسألناه فقال: جعل رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاثة أيام ولياليهن للمسافر، ويوما وليلة للمقيم "ترجمہ: شریح بن ہانی سے مروی ہے کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی بارگاہ میں موزوں پر مسح کے متعلق سوال کرنے کے لیے حاضر ہوا، تو انہوں نے فرمایا: حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ تعالی وجھہ الکریم کے پاس جا کر پوچھو، کیونکہ وہ رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے، پس ہم نے ان سے پوچھا، تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مسافر کے لیے تین دن اور تین راتیں مقرر فرمائی ہیں اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات۔ (صحیح البخاری، ابواب تقصیر الصلوۃ، باب فی کم یقصر الصلوۃ، صفحہ 205، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

عمدۃ القاری میں علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:" ذكر المسافة التي تقصر فيها الصلاة: اختلف العلماء فيها، فقال أبو حنيفة وأصحابه والكوفيون: المسافة التي تقصر فيها الصلاة ثلاثة أيام ولياليهن بسير الإبل ومشي الأقدام ---وإلى ثلاثة أيام ذهب عثمان بن عفان وابن مسعود وسويد بن غفلة والشعبي والنخعي والثوري وابن حيي وأبو قلابة وشريك بن عبد الله وسعيد بن جبير ومحمد بن سيرين، وهو رواية عن عبد الله بن عمر "ترجمہ: اس مسافت کا ذکر جس میں نماز میں قصر کی جائے گی ،اس کے متعلق علماء کا اختلاف ہے، پس ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب اور کوفیوں نے کہا: جس مسافت میں نماز میں قصر کی جائے گی وہ تین دن رات کی مسافت ہے اونٹ اور پیدل کی رفتار کے ساتھ، اور تین دن کا ہی موقف ہے، حضرت عثمان بن عفان، حضرت عبد اللہ ابن مسعود، حضرات سوید بن غفلہ، شعبی، نخعی، ثوری، ابن حیی، ابو قلابہ ،شریک بن عبد اللہ، سعید بن جبیر اور محمد بن سیرین کا اور یہی ایک روایت ہے، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے۔ (صحیح البخاری، ابواب تقصیر الصلوۃ، باب فی کم یقصر الصلوۃ، صفحہ 205، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کی جس روایت کی طرف علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا وہ یہ ہے، جسے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے آثار میں روایت فرمایا:" عن علي ابن ربيعة الوالبي قال: سألت عبد الله

ابن عمر رضي الله عنهما إلى كم تقصر الصلاة؟ فقال: "أتعرف السويداء؟ قال: قلت لا، ولكني قد سمعت بها، قال: هي ثلاث ليال قواصد، فإذا خرجنا إليها قصرنا الصلاة" قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رضي الله عنه "ترجمہ: علی بن ربیعہ الوالبی سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سوال کیا کہ کتنی مسافت تک نماز میں قصر کی جائے گی؟ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کیا تو سویداء کو جانتا ہے؟ کہتے ہیں، میں نے کہا: نہیں لیکن میں نے اس کے متعلق سن رکھا ہے، فرمایا: وہ تین رات کی مسافت ہے، تو جب ہم وہاں جاتے تو نماز میں قصر کرتے۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اور اسی کو ہم اختیار کرتے ہیں اور یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔
(صحیح البخاری، ابواب تقصیر الصلوۃ، باب فی کم یقصر الصلوۃ، صفحہ 205، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی تمام اقوال سے سب سے محتاط قول یہی ہے اور اسی پر احناف کا عمل ہے اور علامہ ابن عبد البر (المتوفی 463ھ) الاستذکار میں تحریر فرماتے ہیں: "ومن احتاط فلم یقصر إلا في مسيرة ثلاثة أيام كاملة "ترجمہ: اور جس نے احتیاط سے کام لیا اس نے تین دن کامل کی مسافت میں ہی نماز میں قصر کی۔ (صحیح البخاری، ابواب تقصیر الصلوۃ، باب فی کم یقصر الصلوۃ، صفحہ 205، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

اور تین دن رات کی مسافت کی مقدار کلو میٹر کے حوالے سے 92 کلو میٹر بنتی ہے۔ جد الممتار میں امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: "والمعتاد المعهود فی بلادنا ان کل مرحلة ۱۲ کوس، وقد جربت مرارا کثیرة بمواضع شهیرة ان المیل الرائج فی بلادنا خمسة اثمان کوس المعتبر ههنا فاذا ضربت الاکواس فی ۸ وقسم الحاصل علی ۵ کانت امیالا فاذن امیال مرحلة واحدة ۱۹، ۵/۱ وامیال مسیرة ثلاثه ایام ۵۷، ۵/۳اعنی ۶ء۵۷ "ترجمہ: ہمارے بلاد میں معتاد و معہود یہ ہے کہ ہر منزل بارہ کوس کی ہوتی ہے، میں نے بار بار بکثرت مشہور جگہوں میں آزمایا ہے کہ اس وقت ہمارے بلاد میں جو میل رائج ہے وہ ۸/۵ کوس ہے، جب کوسوں کو ۸ میں ضرب دیں اور حاصل ضرب کو ۵ پر تقسیم کریں، تو حاصل قسمت میل ہو گا، اب ایک منزل ۱۹، ۵/۱ میل کی ہوئی اور تین دن کی مسافت ۵۷، ۵/۳ میل یعنی ۶-۵۷ میل۔ (صحیح البخاری، ابواب تقصیر الصلوۃ، باب فی کم یقصر الصلوۃ، صفحہ 205، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری میں حضرت علامہ مولانا مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
"احناف کا صحیح مذہب یہ ہے کہ تین منزل کی دوری پر جانے کا قصد ہو، تو وہ مسافر ہے مگر اب منزلیں ختم ہو گئیں،

ہوائی جہاز پر سفر ہونے لگا، اس لیے اس زمانے میں میلوں سے اس کی تعیین ضروری ہوئی۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے مختلف منازل کے فاصلوں کو سامنے رکھ کر حساب لگایا، تو اوسطاً تین منزل کی مسافت ستاون میل ہوئی جو موجودہ اعشاریہ پیمانے سے بانوے کلو میٹر ہے۔" (صحیح البخاری، ابواب تقصیر الصلوۃ، باب فی کم یقصر الصلوۃ، صفحہ 205، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.daruliftaahlesunnat.net
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net